فَرمُودَاتِ
حضرت سیدنا
داتا گنج بخش
علی ہجویری رضی اللہ عنہ
شائع کردہ افتخار احمد حافظ قادری

والصلاۃ والسلام
علی سید الانبیاء والمرسلین
وعلی آلہ و صحبہ اجمعین

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خُدا
ناقصان را پیرِ کامل کاملان را رہنما

درُود النور الذاتی
لسیدنا ابی الحسن الشاذلیؒ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النُّوْرِ الذَّاتِیْ
وَالسِّرِّ السَّارِیْ فِیْ
سَائِرِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ

یہ درُود پاک حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ

کا تالیف کردہ ہے،

سیدی شیخ شہاب الدین احمد بن عبدالفتاح بن یوسف بن

عمر الملوی الشافعی المصری رحمۃ اللہ علیہ (م 1181 ہجری)

فرماتے ہیں کہ اِس درُودِ پاک کا ایک مرتبہ پڑھنا

ایک لاکھ درُودِ پاک

پڑھنے کے برابر ہے۔

ایصال اجر و ثواب

جمیع اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خصوصاً

محبؒ اولیاء، فقراء و مساکین

جناب راجہ علی اصغر مرحوم و مغفور

بانی واہ ماڈل ٹاؤن، واہ کینٹ۔

فرمودات

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ

اہتمام طباعت

افتخار احمد حافظ قادری

بغدادی ہاؤس، افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ۔

ذی القعدہ 1431ھ/اکتوبر 2010ء
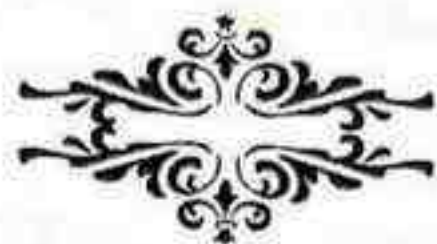
علمِ بے عمل کو علم نہیں کہا جا سکتا۔ عمل اس وقت تک عمل نہیں بنتا جب تک کہ اس کو علم کی تائید نہ حاصل ہو۔ علم کی وجہ سے عمل کا ثواب ملتا ہے۔

علم کی دو قسمیں ہیں: اوّل علم خالق تعالیٰ، دوم مخلوق (یعنی انسان کا علم) انسان کا علم حق تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علم الٰہی حق تعالیٰ کی صفاتِ قدیم میں سے ایک صفت ہے اور اس کی صفات کی کوئی حد و انتہا نہیں اور ہمارا علم ہماری صفت ہے اور ہماری صفات بہت محدود ہیں۔
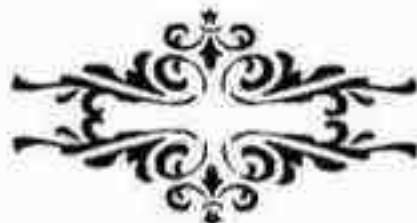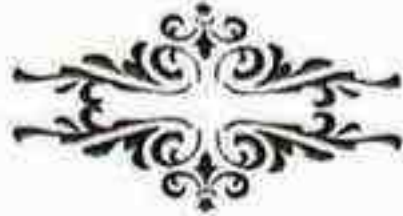
جو شخص محض علم میں کمال حاصل کرتا ہے
تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ ذات وصفاتِ حق کا علم
اس قدر وسیع ہے کہ بشر کی حدِ امکاں سے باہر ہے۔
اس لئے اس کا پندار یعنی غرور اور غلط فہمی مٹ جاتی
ہے اور اپنے عجز کا اقرار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھے
اسی قدر معلوم ہوا ہے کہ مجھے کچھ علم نہیں۔

فقیر وہ ہے۔ جس کی ملکیت میں کوئی چیز نہ ہو اور نہ اس کے پاس کسی چیز کا ہونا اس کے حال و مقام میں خلل انداز ہو سکے۔
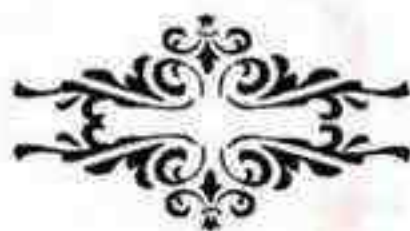
فقر کی ایک ظاہری شکل ہے اور ایک اس کا باطن ہے۔ اس کی ظاہری شکل افلاس اور بے قراری ہے اور اس کا باطن اقبال مندی، کامرانی اور اطمینانِ قلب ہے۔

جو شخص فقر کے ظاہر یعنی ظاہری محتاجی میں رہ گیا اور اس کی باطنی دولت تک نہ پہنچا وہ ناکام ہو کر بھاگ گیا۔ جس نے فقر کی حقیقت یعنی باطل دولت کو پا لیا وہ سارے جہاں سے منہ موڑ کر ذاتِ حق میں فنا یعنی واصل ہو گیا اور بقا باللہ کے مرتبے پر پہنچ گیا۔

عزّت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور ذلّت یہ ہے کہ حق سے دور ہو جائے۔ اس لئے بلائے فقر علامتِ حضوری ہے اور راحت و غنا (دولت مندی) علامتِ دوری ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ کی حضوری عزّت اور بُعد ذِلّت ہے۔

اہلِ تصوف کی تین قسمیں ہیں۔

صوفی، متصوّف اور مستصوّف

☆ **صوفی** وہ ہے جو اپنے آپ سے فانی اور حق تعالیٰ کے ساتھ باقی ہو چکا ہو اور بشریت سے نکل کر حقیقت سے واصل ہو چکا ہو۔

☆ **متصوّف** وہ ہے جو اس مقام کو حاصل کرنے کیلئے جدّ وجُہد میں مشغول ہو اور صوفیۂ کرام کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہو۔

☆ **مستصوّف** وہ ہے جس نے دنیا کے مال و دولت اور جاہ و حشمت کی خاطر صوفیہ کی شکل اختیار کر لی ہو۔

حسنِ خُلق کی تین قسمیں ہیں:

☆ حق تعالیٰ کے احکام کی پابندی خلوصِ دل سے نہ کہ ریا سے۔

☆ بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت اور ہم عمروں کے ساتھ انصاف اور ان سے انصاف کا معاوضہ طلب نہ کرنا۔

☆ نفسانی خواہشات اور شیطانی وسوسوں پر عمل نہ کرنا۔

☆ جو شخص ان تینوں قسموں کے اخلاق پر کاربند رہتا ہے، خوش خلق لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔

خدمتِ خلق اسی وقت انجام دی جا سکتی

ہے جب انسان اپنے آپ کو خادم اور ساری خلقت کو

مخدوم سمجھے یعنی بلا امتیاز ہر شخص کو اپنے آپ سے بہتر

سمجھے اور ہر شخص کی خدمت اپنے لئے لازم قرار دے۔

یہ خدمت نہیں ہے کہ کسی کو مخدوم بھی

سمجھے اور خود کو مخدوم سے افضل سمجھ لے۔ یہ واضح

خسارہ اور صریح دھوکا ہے اور آفتِ زمانہ میں سے

ایک آفت ہے۔

خدمتِ خلق اس وقت ممکن ہے کہ دنیا

اور عقبیٰ کی تمام لذّتوں کا خیال دل سے نکال دیا

جائے اور حق تعالیٰ کی عبادت خالص حق تعالیٰ کیلئے کی

جائے (نہ کہ خوفِ دوزخ یا طمعِ جنّت سے)۔

جو شخص جنت کی خاطر عبادت کرتا ہے تو
اس کا معبود جنت ہوتی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ۔

وہ لباس جو اللہ تعالیٰ کیلئے پہنا جائے یا اولیاء اللہ کی موافقت میں اختیار کیا جائے مبارک ہوتا ہے۔ اگر تم اولیاء اللہ کا حق ادا کر سکتے ہو تو یہ لباس پہنو ورنہ اپنے دین کی حفاظت کرو اور یہ لباس مت اختیار کرو کیونکہ عام مسلمان ایک مدّعی (جھوٹے فقیر) سے بہتر ہوتا ہے۔
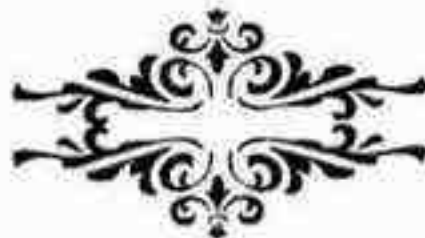
دل کی نگہبانی یہ ہے کہ پوری ہمت کر کے دل کو تمام خیالات اور وسوسوں سے خالی کر کے حق تعالیٰ کے ساتھ لگا دے اور دل میں غفلت کو جگہ نہ دے۔
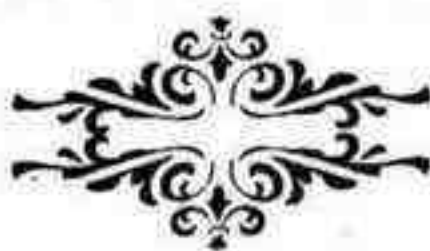
طریقت میں اس سے بڑا حجاب اور اس سے بڑی آفت اور کوئی نہیں کہ آدمی اپنی نیکی پر مغرور ہو جائے۔
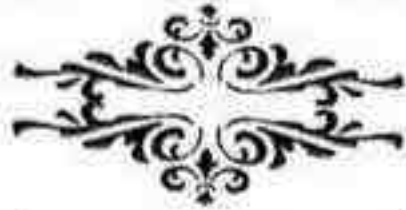
غرور دو چیزوں سے پیدا ہوتا ہے، ایک
جاہ و مرتبہ اور لوگوں کی تحسین و آفریں کی وجہ سے یعنی
جب انسان کا کوئی کام لوگوں کو اچھا لگتا ہے تو وہ اس
کی تعریف کرتے ہیں جس سے اس کے دل میں تکبّر
پیدا ہوتا ہے۔

دوسری چیز جس سے غرور پیدا ہوتا ہے
یہ ہے کہ انسان اپنے افعال کو خود پسند کرنے لگتا ہے
اور اس وجہ سے مغرور ہو جاتا ہے۔

درویش وہ ہے جس کے دل میں خلقِ
خدا کا خیال ہی نہیں گزرتا۔ جب دل خلق سے سرد ہو
جاتا ہے تو قبولِ خلق یا ردِّ خلق اس کیلئے بے معنی ہو
جاتے ہیں۔

بہتر فقر وہ ہے جو غنا کو ترک کر کے اختیار
کیا جائے نہ کہ مفلسی میں غنا طلب کیا جائے۔
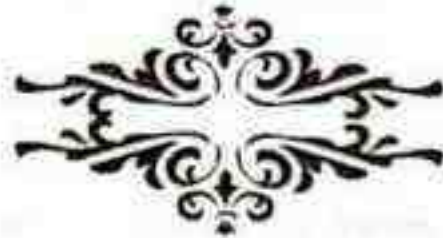
جب خداوند تعالیٰ اپنے کسی بندے کو

کمالِ صدق کے مقام پر فائز کرتا ہے اور اسے مقامِ

تمکین پر متمکّن کرتا ہے تو وہ فرمانِ الٰہی کا منتظر رہتا

ہے کہ اسے فقیری اختیار کرنے کا حکم ملتا ہے یا امیری

اختیار کرنے کا۔ اگر امیری کا حکم ملتا ہے تو امارت

اختیار کرتا ہے اور اس میں اپنے تصرّف یا اختیار کو

دخل نہیں دیتا۔
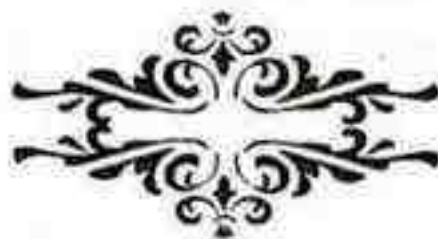
حضرت صدّیق اکبرؓ نے ابتداء سے انتہاء تک فقر اور تسلیم و رضا کو پسند فرمایا۔ اس لئے صوفیائے کرام جن کے امام اور مقتداء حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، یہی فقر و تسلیم و رضا کا مسلک اختیار کرتے ہیں اور امارت و ریاست کی تمنا نہیں کرتے۔
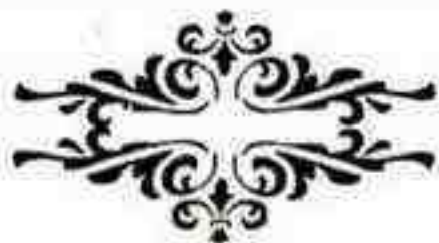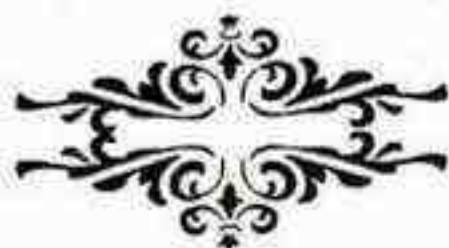
رضا کی دو قسمیں ہیں: اوّل حق تعالیٰ کا بندے کے کاموں سے راضی ہونا، دوم بندے کا حق تعالیٰ کے کاموں سے راضی ہونا۔
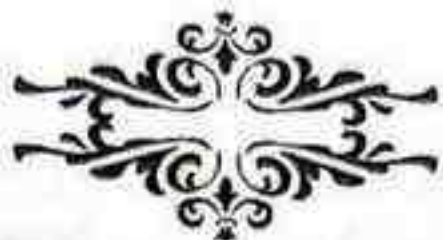
رضائے الٰہی کا ظہور یہ ہے کہ بندے پر اللہ تعالیٰ کا فیض و کرم ہوتا ہے اور بندے کی رضا کا ثبوت یہ ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے فرمان کی متابعت میں سرگرم رہتا ہے اور اس کے احکام سے گردن نہیں موڑتا۔
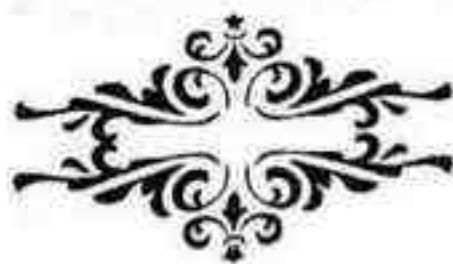
جب بندہ اپنی تمنا کو چھوڑ کر رضائے حق
کا طالب ہو جاتا ہے تو تمام مصائب و آلام سے
نجات پا جاتا ہے لیکن یہ چیز حالتِ غیب میں میسر نہیں
آتی بلکہ حالتِ حضور میں نصیب ہوتی ہے۔
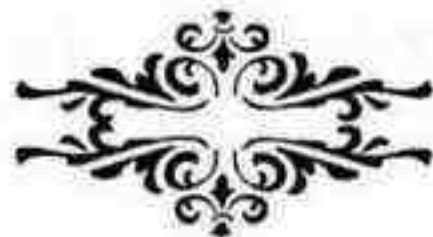
رضا غیر اللہ کے خیال سے دل کو محفوظ رکھتی ہے اور تمام مشکلات سے نجات دلاتی ہے کیوں کہ اس کے اندر آسان کرنے کی برکت وقوّت موجود ہے۔

حقیقتِ رضا یہ ہے کہ یقین محکم ہو کہ ہر چیز کا دینا اور نہ دینا اللہ عزّ وجل کے ہاتھ میں ہے اور یہ اعتقاد رکھے کہ وہ بندے کے ہر حال سے آگاہ ہے۔

ارباب رضا کی چار قسمیں ہیں:

☆ اوّل **راضی بہ عطا** (روحانی نعمتوں پر خوش) یہ اہلِ معرفت ہیں۔

☆ دوم **راضی بہ نعما** (دنیاوی نعمتوں پر خوش) یہ اہلِ دنیا ہیں۔

☆ سوم **راضی بہ بلا** (آلام ومصائب پر خوش) یہ اصحابِ امتحان ہیں۔

☆ چہارم **راضی بہ اصطفا** (جنہیں حق تعالیٰ اپنی دوستی کیلئے چُن لیتا ہے) یہ اہلِ محبت ہیں۔

حال ایک کیفیت کا نام ہے جو حق تعالیٰ
کی طرف سے بندے کے دل میں پیوست ہو جاتی
ہے کہ جب آتی ہے تو کوشش سے رفع نہیں کی جا سکتی
اور جب جاتی ہے تو کوشش سے روکی نہیں جا سکتی۔

مقام سے مراد طلبِ حق میں وہ چیز ہے
جو انسانی کوشش اور جِدّ و جُہد سے حاصل ہوتی ہے
یعنی مقامِ اکتسابی ہوتا ہے اور حال وہبی یعنی یہ اللہ
تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ جِدّ و
جُہد سے۔ مقام اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے اور حال افضال
کا، مقام کسبی ہے اور حال وہبی۔

ارباب حقیقت کے نزدیک سُکر (☆۱)

اور غلبے سے مراد محبتِ الٰہی کا غلبہ ہے اور

صحو (☆۲) کا مطلب ہوشیار کا مقام ہے۔

(☆۱-سُکر: مستی، ☆۲-صحو: ہوشیاری)

اصحابِ سکر کا کمال صحو ہے اور مقامِ صحو کا
کم ترین درجہ بشریت کا مٹ جانا ہے۔
اگرچہ صحو آفت نظر آتا ہے لیکن سکر سے
بہتر ہے کیوں کہ سکر خود آفت ہے اور صحو صرف آفت
نظر آتا ہے۔
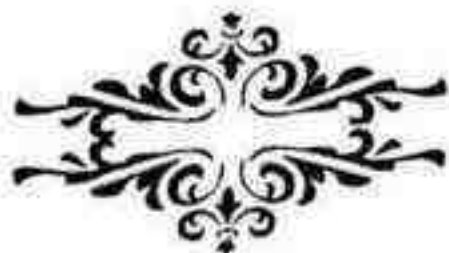
سُکر کی دو قسمیں ہیں: ایک شرابِ مؤدّت سے، دوسرا شرابِ محبت سے۔ سُکر شرابِ مؤدّت نعمت کا نتیجہ ہے یعنی نعمت ملنے پر حاصل ہوتا ہے، شرابِ محبت سے حاصل ہونے والا صحو بغیر سبب ہوتا ہے جو نعمت عطا کرنے والے کے مشاہدے سے پیدا ہوتا ہے۔

جو نعمت سے خوش ہوا و نفسانیت میں رہ
گیا اور خود بیں رہا۔ جس نے منعم کو دیکھا وہ خود بینی
سے باز رہا، ایسے شخص کا سکر بھی صحو ہوتا ہے۔
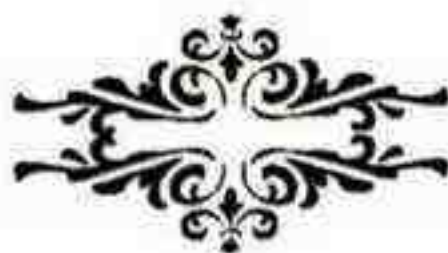
صحو کی دو قسمیں ہیں: ایک بر بنائے غفلت، دوسری بر بنائے محبت، جو صحو غفلت کی وجہ سے ہوتا ہے، حجابِ اکبر ہے۔

وہ صحو جو محبت کی بنا پر ہوتا ہے بہترین قسم کا کشف ہے۔

وہ صحو جو غفلت کی وجہ سے ہوتا ہے دراصل سکر ہے۔

محبت کا سکر صحو ہے یعنی جب اصل مستحکم ہو تو صحو بھی سکر ہے اور سکر بھی صحو ہے اور اگر اصل مستحکم نہیں تو صحو سکر دونوں بے کار ہیں۔
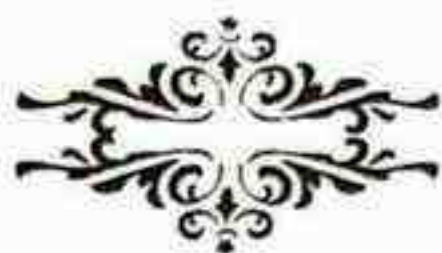
ایثار یہ ہے کہ اپنے ہم صحبت لوگوں کو خود پر ترجیح دے، یہاں تک کہ اپنی ضروریات کے بجائے دوسروں کی ضروریات کو پوری کرے اور اپنے آپ کو تکلیف میں رکھ کر دوسروں کو راحت پہنچائے۔

محققین کے نزدیک کامل تر انسان کی ترکیب تین عناصر سے ہوتی ہے: اوّل روح، دوم نفس اور سوم جسد۔ ان تینوں عناصر کی ایک ایک صفت ہے۔ روح کی صفت عقل ہے، نفس کی صفت خواہش ہے اور جسد کی صفت حس ہے۔
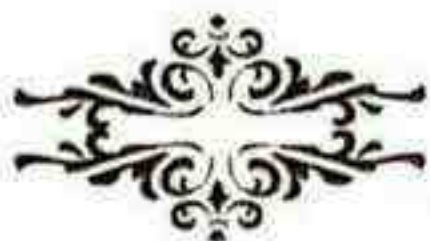
بعض صوفیائے کرام کے نزدیک ہوا و ہوس نفس کی ایک صفت ہے جب کہ بعض کے نزدیک ہوا سے مراد ارادۂ طبیعت ہے جس کا فرماں روا اور حاکم نفس ہے بالکل اسی طرح جیسے روح کی حاکم عقل ہے۔

جس طرح وہ روح جس کو عقل سے رہنمائی نہ ملے ناقص ہوتی ہے، اسی طرح ہوا جس کو نفس سے تقویت نہ ملے ناقص ہے۔
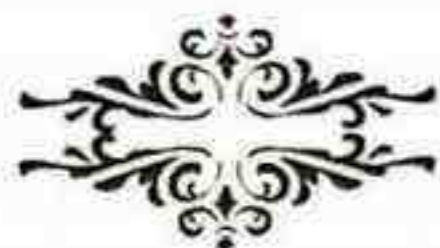
انسان ہمیشہ دو تقاضوں میں مبتلا رہتا ہے: ایک عقل کا تقاضا، دوسرا ہوا کا تقاضا۔ جو شخص عقل کا تقاضا پورا کرتا ہے، ایمان حاصل کرتا ہے، جو ہوا کا تقاضا پورا کرتا ہے کفر اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

﴿ ہوا و ہوس کی پیروی باعثِ حجاب اور گمراہی ہے اس کی مخالفت سے انسان کو کامیابی اور سرخروئی حاصل ہوتی ہے۔ ﴾
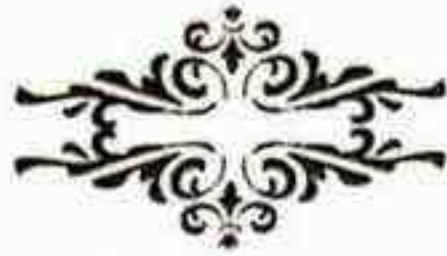
غیبت وحضور بظاہر متضاد الفاظ ہیں لیکن دراصل ہم معنی ہیں۔ حضور سے مراد حضورِ قلب ہے، اس یقین کے ساتھ جس سے غیب آنکھوں کے سامنے آجائے۔

غیبت سے مراد یہ ہے کہ خود غائب ہو
اور حق تعالیٰ موجود ہو۔ اس کی علامت یہ ہے کہ
انسان تمام رسومات سے بے نیاز ہو جاتا ہے چنانچہ
اپنے آپ سے غائب ہونے کا مطلب حق تعالیٰ کے
ساتھ حاضر ہونا اور اپنے آپ کے ساتھ حاضر ہونے
کا مطلب حق تعالیٰ سے غائب ہونا ہے۔

روح کی ہستی کا علم وہبی یا الہامی طور پر ہمیں ہوتا ہے لیکن یہ سوال کہ یہ کیوں ہے، کیسے ہے یعنی اس کی فطرت و ماہیت کو سمجھنے سے عقلِ انسانی عاجز ہے۔
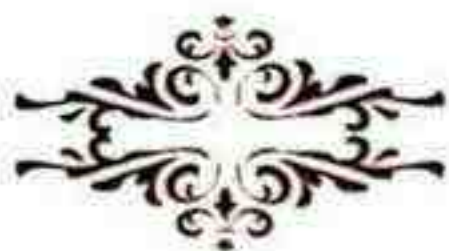
ہماری زندگی اور پائندگی اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہے۔ ہمیں زندہ رکھنا فعلِ حق ہے اور ہم اس کے فعلِ تخلیق کے سبب زندہ ہیں نہ کہ اس کی ذات وصفات کے ساتھ۔

معرفتِ الٰہی کی دو قسمیں ہیں:

علمی اور حالی۔

معرفتِ علمی تمام (نیکیوں اور خوبیوں) کی بنیاد ہے اور بہت ضروری چیز ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے اہم چیز معرفتِ حالی ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا! **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ** (ہم نے جنوں اور انسانوں کو اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ ہماری عبادت کریں) یہاں عبادت سے مراد معرفت ہے۔

معرفت سے مراد حیاتِ دل ہے۔ حق تعالیٰ کے ساتھ اور غیر اللہ سے رُوگردانی۔ ہر شخص کی قیمت اس کے درجۂ معرفت کے مطابق ہوتی ہے جس کو معرفت حاصل نہیں ہوتی اس کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔

/ علماء اور فقہاء خداوندِ تعالیٰ کے متعلق علم کو
معرفت کا نام دیتے ہیں، مشائخِ طریقت صحتِ حال
یعنی قربِ خداوندی کو معرفت قرار دیتے ہیں ۔

مشائخ کے نزدیک معرفت علم سے افضل ہے لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ معرفتِ حالی معرفتِ علمی کے بغیر نہیں ہو سکتی یعنی علم کے بغیر کوئی عارف نہیں ہو سکتا لیکن معرفت کے بغیر عالم ہو سکتا ہے۔
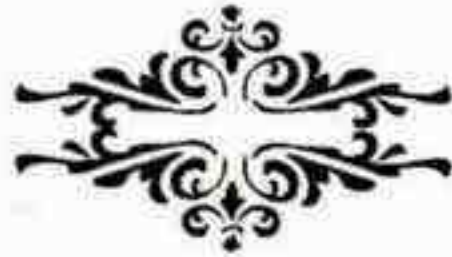
جب یہ کہا جاتا ہے کہ معرفت تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ تقویٰ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے متقی خود بہ خود متقی نہیں بن جاتا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کی عنایت کے بغیر معرفت کا حصول ممکن نہیں۔

عقل کے ذریعے سے جو کچھ معلوم ہو سکتا ہے وہ وہم کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ چنانچہ معرفت حق تعالیٰ کی توفیق اور عنایت سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ اسباب سے بلکہ معرفت سے پتا چلتا ہے کہ انسان کا اپنا وجود اعتباری، عارضی اور موہوم ہے۔ جو خود موہوم ہو وہ حق کو کیسے پہچان سکتا ہے۔

توحید کا مطلب ہے ایک کرنا اور ایک ماننا یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ ایک ہے اور ذات و صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور نہ افعال میں اس کا کوئی شریک ہوسکتا ہے۔ اہلِ توحید اس کو اسی صفت سے جانتے ہیں اور عقل نے بھی اسی یکتائی کو توحید کہا ہے۔

توحید کے تین انداز ہیں: اوّل حق تعالیٰ کا علم اپنی توحید کے متعلق یعنی جس طرح کما حقہٗ وہ ہے۔

توحید کی دوسری قسم حق تعالیٰ کی توحید، خلقت کے نقطۂ نگاہ سے یعنی اللہ تعالیٰ کیلئے بندے کے دل میں توحید کا خیال اور جذبہ پیدا کر دینا۔

توحید کی تیسری قسم خلقت کا علم اللہ تعالیٰ کے متعلق یعنی اس کی یکتائی اور وحدانیت سے آگاہ ہونا۔

توحید حق تعالیٰ کی طرف سے بندے کیلئے ایک راز ہے جو بیان نہیں ہو سکتا۔ خاص طور پر ان بیانوں سے جو مبہم ہوں۔ مختصر یہ ہے کہ توحید کے موضوع پر غیر اللہ کے وجود کو ثابت کرنا شرک ہے اور موحِد مشرک نہیں ہو سکتا۔

ایمان کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔
ایمان کی اصل ہستی حق تعالیٰ کا دل کے ساتھ تصدیق
کرنا ہے۔ فرع سے مراد ہے دل کے اس یقین پر عمل
پیرا ہونا۔

صفاتِ الٰہی کی تین قسمیں ہیں:

صفاتِ جمال

صفاتِ جلال

صفاتِ کمال
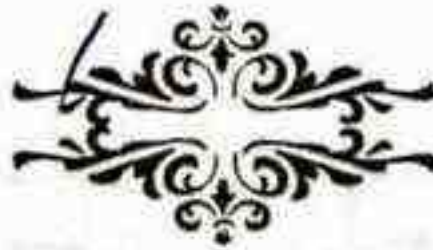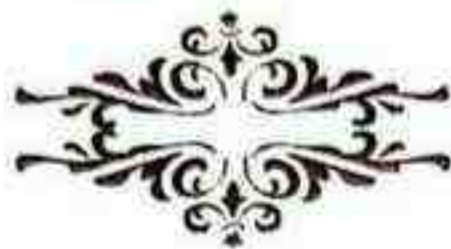
انسان کیلئے صفاتِ کمال کو جاننا ممکن نہیں۔ ہم صرف یہ جان سکتے ہیں کہ ہم سب حق تعالیٰ کے کمال کے معترف ہیں اور اسے ہر قسم کے نقص سے مبرّا اور بالاتر سمجھتے ہیں۔

ہر وہ شخص جس کی معرفت کا تعلق مشاہدۂ جمال سے ہے وہ ہمیشہ طالبِ دیدار رہتا ہے۔
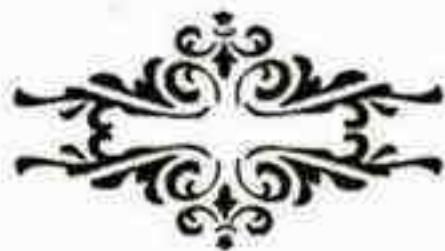
ہر وہ شخص جس کی معرفت مشاہدہ جلال
پر مبنی ہے وہ ہمیشہ ہیبت زدہ رہتا ہے یہاں تک کہ اپنی
صفاتِ بشری سے بھی نفرت کرتا ہے۔

ایمان اور معرفت محبت کا دوسرا نام ہے

اور محبت کی علامت طاعت ہے۔

جس طرح دل محلِ مشاہدہ ہے اور آنکھ محلِ رویت ہے اور جان محلِ عبرت ہے اسی طرح جسم کو بھی محلِ طاعت وعبادت ہونا چاہئے جس شخص کا جسم تارکِ ☆ عبادت ہے اس کا دل محلِ معرفت نہیں ہوسکتا۔

(☆ تارک: ترک کرنے والا)

جب تُو نے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرلی اور اس کو پہچان لیا تو اس کے فرمان کی تعظیم بھی بڑھ جانا چاہیے۔

طاعت گزار بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس کو عبادت سے تکلیف نہیں ہوتی بلکہ شوق کی زیادتی سے عبادت اس پر آسان ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جس عبادت سے عام لوگوں کو زحمت ہوتی ہے بندۂ مومن کو اس سے راحت ملتی ہے لیکن یہ بات نہایتِ عشق و محبت کے بغیر ممکن نہیں۔

ایمان بالغیب کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو جسمانی آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا، اسے باطنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ باطنی آنکھوں سے دیکھنا اس وقت میسّر آتا ہے جب تائیدِ الٰہی حاصل ہو۔

عارفین کو معرفت اور علماء کو علم حق تعالیٰ کی رحمت سے حاصل ہوتا ہے، کوشش سے حاصل نہیں ہوتا! جس کو معرفتِ حق حاصل ہوتی ہے وہی مومن اور واصل بھی ہوتا ہے۔

طہارت کی دو قسمیں ہیں: ظاہری طہارت اور باطنی طہارت ۔ جس طرح ظاہری طہارت کے بغیر نماز جائز نہیں، اسی طرح معرفت باطنی طہارت کے بغیر ناممکن ہے۔

جس طرح ظاہری طہارت کا ذریعہ
خالص اور پاک پانی ہے اسی طرح باطنی طہارت کیلئے
خالص توحید کے پانی کی ضرورت ہوتی ہے جس میں
شک وشُبہ کی ملاوٹ نہ ہو۔

اولیائے کرام ہر وقت ظاہری طہارت کے ساتھ باطنی طہارت یعنی توحید میں منہمک رہتے ہیں۔
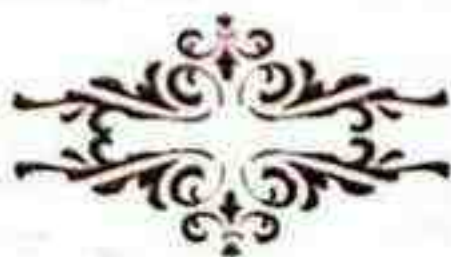
ایمان کے معاملے میں زبان سے ظاہری اقرار کے ساتھ باطنی طور پر بھی تصدیقِ قلب ضروری ہے اور عبادت کی ظاہری صورت دل میں خلوصِ نیت کے ساتھ وابستہ ہے۔

باطنی طہارت کا طریقہ یہ ہے کہ دنیا کی
بے ثباتی کو سمجھے۔ اسے اپنے حق میں غدار خیال
کرے۔ دل کو دنیا کی محبت سے خالی کر دے۔ یہ چیز
مجاہدات کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اسب سے اہم
مجاہدہ یہ ہے کہ ظاہری شریعت کی ہر حال اور ہر
صورت میں پابندی کرے۔

جو شخص بارگاہِ حق میں ظاہری طور پر حاضر ہونا چاہتا ہے اسے ظاہری طہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ظاہری طہارت پانی سے ہوتی ہے جو شخص باطنی طور پر قرب حاصل کرنا چاہتا ہے اسے باطنی طہارت کی ضرورت ہوتی ہے جو توبہ اور شوقِ دیدار سے حاصل ہوتی ہے۔

جس طرح عبادت کیلئے پہلا قدم طہارت ہے اسی طرح سالکانِ حقیقت کیلئے پہلا قدم توبہ ہے۔ ۱

توبہ کا مطلب ہے خدا کے خوف سے
اس کے منع کردہ کام کو ترک کرنا اور اس کے حکم کو بجا
لانا۔

توبہ کی تین شرطیں ہیں: اوّل حکم عدولی پر افسوس، دوم بُرے کام سے پرہیز، سوم گناہ نہ کرنے کا عزم
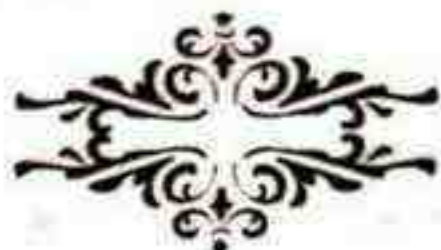
توبہ کی تین قسمیں ہیں: اوّل توبہ، دوم انابت، سوم اوابت۔ توبہ سزا کے خوف کی وجہ سے ہوتی ہے۔ انابت ☆[1] ثواب کیلئے، اوابت ☆[2] فرمانِ خداوندی کی تعمیل کیلئے۔

توبہ عام مسلمانوں کا مقام ہے۔ انابت اولیاء اور مُقرّبین کا مقام ہے اور اوابت انبیاء علیہم السّلام کا مقام ہے۔

(☆1 انابت: بُرے کاموں سے باز رہنا)

(☆2 اوابت: بہت رجوع کرنا)

توبہ نام ہے گناہِ کبیرہ ترک کر کے

عبادت اختیار کرنے کا۔

انابت کا مطلب ہے صغیرہ گناہ کو ترک

کر کے محبت اختیار کرنا۔

اوابت نام ہے خود کو چھوڑ کر اللہ کا ہو

جانے کا۔
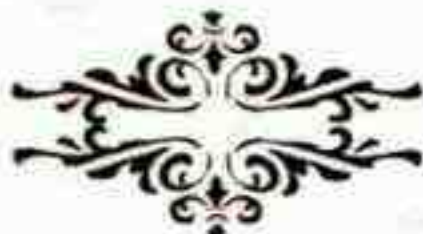
اصل توبہ اللہ تعالیٰ کی وعید کو دیکھ کر غفلت
سے بیداری کی طرف آنے کا نام ہے۔

جب انسان اپنی زبوں حالی دیکھ کر غفلت کو ترک کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر توبہ آسان کر دیتا ہے اور مصیبت کی بدبختی سے نکال کر عبادت کی حلاوت عطا کرتا ہے۔

توبہ تائیدِ ربانی سے حاصل ہوتی ہے اور
گناہ افعالِ جسمانی سے۔

توبہ کے تین طریقے ہیں۔

☆ گناہ چھوڑ کر نیکی کی طرف رجوع کرنا۔

☆ ایک نیکی کو چھوڑ کر اس سے بہتر نیکی کی طرف رجوع کرنا۔

☆ خودی چھوڑ کر حق تعالیٰ سے واصل ہو جانا۔

علماء کے نزدیک محبت کا دوسرا مفہوم حق تعالیٰ کا احسان ہے یعنی حق تعالیٰ مہربانی فرما کر اپنے بندے پر رحمت فرماتا ہے اور اس کو قرب و ولایت کے گوناگوں مراتب سے نوازتا ہے۔

جب ایک اچھے کام سے توبہ کر کے زیادہ
اچھے کام کا ارادہ کیا جاتا ہے تو یہ خواص کی توبہ ہے
کیوں کہ راستے میں رک جانا اور آگے نہ بڑھنا بھی
حجاب ہے۔

اپنی خودی سے توبہ کر کے حق کے ساتھ واصل ہونا عاشقوں کا درجہ ہے کیونکہ جس طرح اچھے کام ترک کر کے اس سے زیادہ اچھے کام کو اختیار کیا جاتا ہے اسی طرح عارفین دیدار اور بلند مقامات پر پہنچنے کے بعد ان سے زیادہ بلند مقامات پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

علماء کے نزدیک محبت کے ایک معنی ہیں
محبوب کیلیے دل میں بے چینی، خواہش، طلب، تمنّا
لیکن ان کا اطلاق ذاتِ قدیم پر نہیں ہوسکتا۔ یہ تمام
باتیں اپنی جیسی مخلوق کے ساتھ روا ہوسکتی ہیں خالق
کے ساتھ نہیں کیوں کہ وہ جنسیت سے بلند و بالا ہے۔

گناہ چھوڑ کر نیکی کی طرف رجوع ہونا عوام کی توبہ ہے کیوں کہ گناہ بُری چیز ہے اور گناہ سے توبہ کر کے نیکی کا ارادہ کرنا اچھا عمل ہے۔

علماء کے نزدیک محبت کا تیسرا مفہوم

بندے کی طرف سے حق تعالیٰ کی حمد وثنا ہے۔
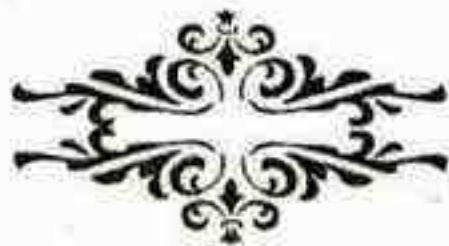
نماز وہ عبادت ہے جس سے سالک ابتداء سے انتہاء تک راہ حق طے کرتا ہے اور نماز ہی میں اسے اپنے مقامات کا کشف ہوتا ہے۔

سالک کیلئے نماز میں طہارت کا قائم مقام توبہ ہے۔ شیخ کی اطاعت قبلہ رُو ہونے کی قائم مقام ہے۔ قیام مجاہدۂ نفس کا قائم مقام ہے۔ تلاوتِ قرآن کا قائم مقام ذکرِ دوام ہے، رکوع عجز و انکساری کا قائم مقام ہے۔ سجود معرفتِ نفس کا قائم مقام ہے۔ تشہد سکونِ قلب کا قائم مقام اور سلام کا قائم مقام تفرید یعنی ترکِ دنیا اور تمام علائق سے خلاصی ہے۔

نماز ایک حکمِ خداوندی ہے نہ یہ ذریعۂ حضور ہے یہ ذریعۂ غیب کیوں کہ حکم کسی چیز کا ذریعہ نہیں ہوتا۔

حضور کا ذریعہ حضور ہے اور غیب کا ذریعہ غیب ہے۔ نماز بذاتِ خود غلبہ ہے اور غیبت و حضور میں محدود نہیں۔
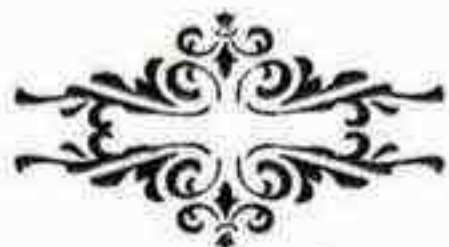
محبتِ الٰہی بندے کے حق میں اور

بندے کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کتاب وسُنّت سے

ثابت ہے اور اُمّت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ

کے جو دوست ہیں انہیں اللہ تعالیٰ بھی دوست رکھتا

ہے بلکہ ان کے دوستوں کے دوستوں کو بھی محبوب

رکھتا ہے۔

حق تعالیٰ کی بندے کے ساتھ محبت کا مطلب ہے بندے کے ساتھ ارادۂ مہربانی اور رحمت۔ محبت حق تعالیٰ کے ارادے کا نام ہے جیسے اس کی رضا، سختی، نرمی اور رافت وغیرہ۔

بندے کی اللہ تعالیٰ کیلئے محبت وہ جذبہ ہے جو مومن کے دل میں تعظیم وتکریم کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

محبت کی دو قسمیں ہیں: اوّل انسان کی اپنے جیسے انسان کے ساتھ محبت، یہ نفسانی محبت ہے، دوم غیر جنس سے محبت جس میں طالب مطلوب کی کسی صفت سے قرار حاصل کرتا ہے اور آرام پاتا ہے۔

عاشقانِ حق کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو
اللہ تعالیٰ کے انعام وکرام اور نعمتوں کو دیکھ کر اس سے
محبت کرتے ہیں، دوسرے وہ جو غلبۂ محبت میں آ کر
انعام واکرام کو بھی حجاب سمجھتے ہیں۔

روزہ وہ عبادت ہے جو بطون سے تعلق رکھتی ہے اس کا ظاہر سے کوئی تعلق نہیں اور غیر اللہ کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اس لئے اس کی **جزاء لا انتہا** ہے۔

کہتے ہیں کہ جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کی
رحمت سے ہوگا۔ درجات عبادت کی وجہ سے حاصل
ہوں گے اور جنت میں ہمیشہ رہنا روزے کی جزا ہے
کیوں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ”**اَنَا اَجْزِی بِہٖ**“ (میں
خود اس کی جزا ہوں)۔

مجھے اس شخص کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے جو نفلی روزے رکھتا ہے لیکن فرائض ترک کر دیتا ہے۔ فرض کا ادا نہ کرنا گناہ ہے اور نفلی روزہ سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بدنصیبی سے بچائے۔

جب انسان گناہ سے محفوظ رہتا ہے تو ہر

کام اس کیلئے روزہ ہے۔

حج کے دو انداز ہیں: حجِ حضوری اور حجِ غیب۔

حجِ غیب یہ ہے کہ جس شخص کو کعبے میں مقام قرب و وصالِ حق حاصل نہیں تو وہ گویا اپنے گھر میں بیٹھا ہے۔

حجِ حضوری یہ ہے کہ جس شخص کو اپنے گھر میں قرب و وصالِ حق حاصل ہے وہ خانۂ کعبہ میں بیٹھا ہے۔ لہٰذا مشاہدے اور قربِ حق کا انحصار حج پر نہیں بلکہ مجاہدے پر ہے۔

ایک لحاظ سے مجاہدہ بھی کشف کا ذریعہ
نہیں، اس کا انحصار **فضلِ ربّی** پر ہے۔ چنانچہ حج کا
مقصد مشاہدۂ کعبہ نہیں مشاہدۂ حق ہے۔

مشاہدہ کی حقیقت کے دو انداز ہیں:
ایک یقینِ کامل کے ساتھ دوسرے غلبۂ محبت کے ذریعے سے۔
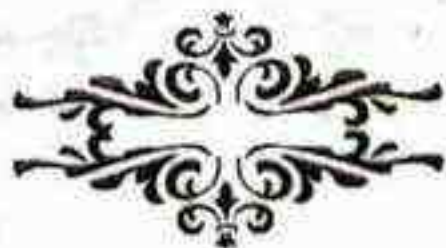
غلبۂ محبت کی وجہ سے سالک ایسے مقام
پر پہنچ جاتا ہے جہاں وہ تمام و کمال حدیثِ دوست
بن جاتا ہے اور دوست کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔

تمام امور دینی و دنیوی کی زیب و زینت آداب سے ہے، تمام مذاہب میں آداب کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ خواہ کوئی کافر ہو، مسلمان ہو، ملحد ہو، موحد ہو، سُنّی ہو، بدعتی ہو، حسنِ خلق پر سب متفق ہیں۔
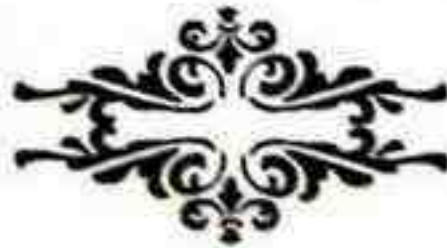
حُسنِ خُلق تین باتوں پر منحصر ہے: لوگوں کے باہمی میل جول میں آداب کا لحاظ یعنی ایک دوسرے کے ساتھ مروّت اور خوش خلقی سے پیش آنا، دین کے معاملات میں آداب یعنی سنّت کی پیروی، اور تیسرے محبت کے آداب جس سے مراد ایک دوسرے کی عزّت ہے، ان تینوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔
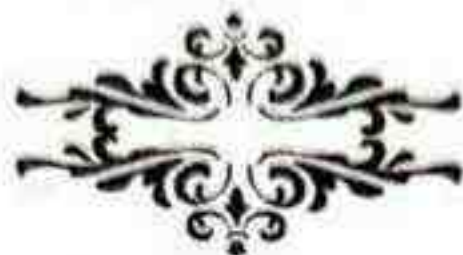
آداب تین طرح کے ہوتے ہیں: اوّل یہ کہ خلوت و جلوت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ادب بجا لائے، بے حُرمتی سے پرہیز کرے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح رہے جیسے سلاطین کے دربار میں انسان ہر وقت باادب رہتا ہے۔

ادب کا دوسرا انداز خود اپنے ساتھ ادب بجا لانا ہے یعنی ہر حالت میں اپنے نفس پر تادیب جاری رکھنا اور جو برتاؤ خلق اللہ یا حق تعالیٰ کے ساتھ روا رکھے اسے اپنی خلوت کی حالت میں بھی اپنے لئے روا نہ رکھے۔

ادب کی تیسری قسم یہ ہے کہ خلقتِ خدا
کے ساتھ سفر ہو یا حضر خوش خلقی کے ساتھ پیش آئے۔
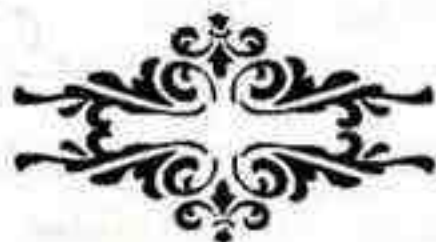
درویش دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک مقیم، دوسرے مسافر۔ مشائخ کی سنّت یہ ہے کہ مسافر درویش مقیموں کی خدمت کرے کیوں کہ مسافر اپنی مرضی کے مطابق چلتے ہیں اور مقیم حق تعالیٰ کی خدمت میں جم کر بیٹھ جاتے ہیں۔

مقیم درویش اس لئے بھی افضل سمجھے جاتے ہیں کہ وہ صاحب یافت ہوتے ہیں اور مسافر صاحب طلب۔

انسان کو غذا کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ
قوائے جسمانی کا قیام کھانے پینے کے بغیر نہیں ہوتا
لیکن ادب کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں مبالغہ نہ کرے
اور دن رات کھانے پینے کی فکر میں نہ رہے۔

کلام اور سکوت دونوں دو طرح کے ہوتے ہیں: کلام حق بھی ہوتا ہے اور باطل بھی اور سکوت یا تو باطنی مشاہدے کی وجہ سے ہوتا ہے یا غفلت سے۔

ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے کلام اور سکوت کو پرکھے اگر کلام حق ہے تو سکوت سے بہتر ہے اور اگر کلام باطل ہے تو سکوت بہتر ہے کلام سے۔

کلام کا ادب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے حکم کے بغیر بات نہ کرے، جو بات کرے حکمِ الٰہی کے سوا کچھ نہ ہو۔
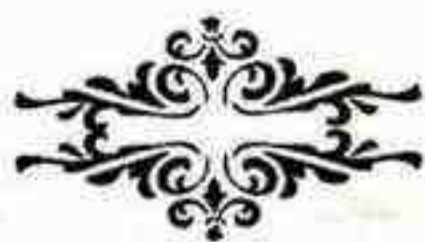
سکوت کا ادب یہ ہے کہ نہ جاہل ہو نہ جہالت پر اکتفا کرے نہ غافل رہنا پسند کرے۔

مرید کو چاہیے کہ شیخ کے کلام پر اعتراض نہ کرے اور نہ اس میں تصرّف کرے۔

مرید کیلئے ضروری ہے کہ جس زبان سے توحید کا اقرار کیا ہے اس سے جھوٹ نہ بولے، نہ غیبت کرے، نہ اس سے مسلمانوں کو ایذا پہنچائے، نہ درویشوں کو نام لے کر مخاطب کرے، جب تک اس سے سوال نہ کیا جائے کوئی بات نہ کرے اور بات کرنے میں پہلے نہ کرے۔

درویش کے سکوت کی شرط یہ ہے کہ
باطل پر چپ نہ رہے اور کلام کی شرط یہ ہے کہ حق گوئی
کے سوا بات نہ کرے۔

بندے کی ہلاکت نہ کنوارے رہنے میں ہے نہ شادی کرنے میں، ہلاکت نفس کی پیروی میں ہے۔ اگر شادی کر لی ہے تو اپنے معمولات پر باقاعدگی سے قائم رہے۔ کوئی ورد قضا نہ کرے تاکہ روحانی ترقی میں خلل نہ آئے۔ اہلیہ کو بھی خوش رکھے اور اس کی ضرورتیں پوری کرے اور نان ونفقہ کے حصول کیلئے سلاطین اور اُمرا کی خوشامد نہ کرے۔

قبض اور بسط سالک کے احوال میں
سے دو حال ہیں جو اس پر بے اختیار مسلط ہوتے ہیں
نہ کوشش سے آتے ہیں نہ کوشش سے جاتے ہیں۔

قبض سے مراد ہے روحانی طور سے
قلب پر حجاب طاری ہونا۔ بسط کا مطلب ہے قلب
سے حجاب رفع ہونا۔ یہ دونوں حال منجانب اللہ ہوتے
ہیں ان میں انسان کا کوئی تعلق نہیں۔
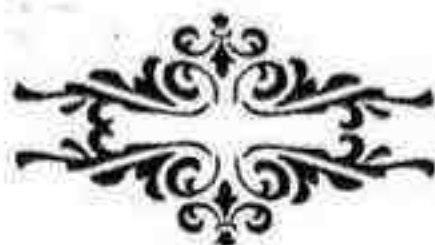
مشائخؒ طریقت نفسانی خواہشات کو مٹانے اور حق تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کو نفی اور اثبات کی اصطلاحوں سے یاد کرتے ہیں۔ نفی سے مراد اپنی بشریت کی فنا اور اثبات سے حق تعالیٰ کی ہستی کی بقا ہے۔

صوفیہ کی اصطلاح میں شریعت سے
ظاہری اعمال کی صحت اور حقیقت سے باطنی احوال کی
پختگی مراد ہوتی ہے۔

کشف المحجوب

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب طالبِ حقیقت کیلئے کافی ہے۔ جس کے پاس یہ کتاب ہوا سے دوسری کتابوں کی حاجت نہ رہے گی۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشادِ مبارک ہے کہ اگر کسی کا پیر نہ ہوتو اِس کتاب کے مطالعے سے اُسے پیر مل جائے گا۔

تصورِ شیخ

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں کہ فقیر کیلئے تصورِ شیخ سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں۔

میں ہردم سوائے اپنے محبوبِ پاک کے اور کسی کا تصور نہیں کرتا۔

اُن کے نام اور اُن کے دیدار کے سوا میرا اور کوئی وِرد نہیں۔

بشکلِ شیخ دیدم مصطفیٰ ﷺ را

ندیدم مصطفیٰ ﷺ را بل خدا را

حضرت نیاز احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

عفو و درگزر

وہ لوگ جو راہِ حق اختیار کرتے ہیں بہت سے لوگ اُن کے جانی دشمن ہو جاتے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا تو لوگوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ نے ہمیشہ عفو و درگزر سے کام لیا۔ جس کی وجہ سے دُشمن بھی آپ کے دوست اور گرویدہ ہو گئے۔

برکتِ مزارِ مبارک
حضرت داتا گنج بخش
علی ھجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہزادہ دارا شکوہ نے اپنی تصنیف ''سفینۃ الاولیاء'' میں تحریر کیا ہے کہ جو شخص 40 جمعرات بلا ناغہ حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ مبارک پر حاضری دے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی ہر حاجت کو پوری فرما دیتا ہے۔
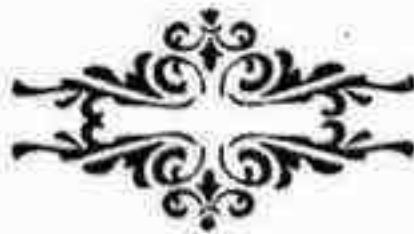
روز و شب وِردِ زبانم هست نامِ پاکِ تو
اسمِ اعظم یافتم من پاکِ نامِ گنجِ بخش

از دل و جانم غلامِ شاہِ میران محی الدین
نیز از فضلِ خُدا هستم غُلامِ گنجِ بخش

No.F.5-6/2013-DBNB
GOVERNMENT OF PAKISTAN
NATIONAL HISTORY & LITERARY HERITAGE DIVISION
NATIONAL LIBRARY OF PAKISTAN

Islamabad 03, April, 2019

Subject:- **ACKNOWLEDGE RECEIPT.**

Dear Sir,

I acknowledge with thanks the receipt of the following books/brochures delivered to National Library of Pakistan under Copyright Law:

تعداد کتب	سال اشاعت	نام مصنف	نام کتاب	نمبر شمار
01	1999	افتخار احمد حافظ قادری	زیاراتِ مقدسہ (تحریر و تصاویر)	-1
01	2000	افتخار احمد حافظ قادری	سفرنامہ ایران و افغانستان (تحریر و تصاویر)	-2
02	2000	افتخار احمد حافظ قادری	زیارتِ حبیب ﷺ	-3
01	2001	افتخار احمد حافظ قادری	ارشاداتِ مرشد	-4
02	2001	افتخار احمد حافظ قادری	خزانۂ درود و سلام	-5
01	2001	افتخار احمد حافظ قادری	دیارِ حبیب ﷺ (تحریر و تصاویر)	-6
02	2001	افتخار احمد حافظ قادری	گلدستۂ قصائدِ مبارکہ	-7
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	قصائدِ غوثیہ	-8
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	سرزمینِ انبیاء و اولیاء (تصویری البم)	-9
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	زیاراتِ اولیائے پاکستان (تصویری البم)	-10
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	بارگاہِ غوث الثقلین ؓ	-11
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	سرکارِ غوثِ اعظم ؓ	-12
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	مقاماتِ مبارکہ آل و اصحابِ رسول ﷺ	-13
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	زیاراتِ شام (تصویری البم)	-14
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	زیاراتِ شہرِ رسول ﷺ (تصویری البم)	-15
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف	-16
02	2005	افتخار احمد حافظ قادری	فضیلتِ اہلِ بیتِ نبوی ﷺ	-17
01	2006	افتخار احمد حافظ قادری	زیاراتِ مصر (تحریر و تصاویر)	-18
01	2006	افتخار احمد حافظ قادری	بارگاہِ پیرِ رومی میں (تحریر و تصاویر)	-19
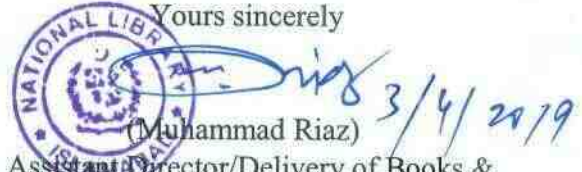
20-	سفرنامہ زیارات مراکش (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
21-	زیارات مدینہ منورہ (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
22-	زیارات ترکی (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
23-	زیارات اولیائے کشمیر (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2009	01
24-	گلدستہ دُرود وسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2009	01
25-	تکمیل الحسنات	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
26-	انوار الحق	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
27-	خزینۂ دُرود وسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
28-	فرموداتِ حضرت داتا گنج بخش ؓ	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
29-	التفکر والاعتبار	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
30-	70 صیغہ ہائے دُرود وسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
31-	ورفعنا لک ذکرک (92 صیغہ ہائے دُرود وسلام)	افتخار احمد حافظ قادری	2011	01
32-	زیارات ایران (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2012	01
33-	سفرنامہ زیارت ترکی (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
34-	کتابچہ حضرت دادا برلاس ؒ	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
35-	ہدیۂ دُرود وسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
36-	سفرنامہ زیارات عراق واُردن (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
37-	دُرود وسلام کا نادر وانمول انسائیکلوپیڈیا (جلد اول وجلد دوم)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
38-	سدرۃ شریف تا مدینہ منورہ (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2014	01
39-	شانِ بتول ؓ بزبانِ رسول ﷺ	افتخار احمد حافظ قادری	2014	01
40-	الصلوات الالفیہ/صلوات النبویہ	افتخار احمد حافظ قادری	2015	01
41-	شانِ علی ؓ بزبانِ نبی ﷺ	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
42-	عظائم الصلوات والتسلیمات	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
43-	شانِ خلفائے راشدین ؓ بزبانِ سید المرسلین ﷺ	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
44-	سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب ؓ	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
45-	الصلوات الالفیہ بأسماء خیر البریۃ	افتخار احمد حافظ قادری	2017	01
46-	سفرنامہ زیاراتِ ازبکستان	افتخار احمد حافظ قادری	2017	01

01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	شاہِ حبشہ حضرت اصحمۃ النجاشی رضی اللہ عنہ	-47
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	سفر نامہ زیارتِ ترکی	-48
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	صلاۃ وسلام برائے زیارت خیر الانام ﷺ	-49
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	سفر نامہ زیارت شام	-50
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	سیدنا ابوطالب رضی اللہ عنہ	-51
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	الفية الصلوات على فخر الموجودات	-52
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	مناقب والدین مصطفیٰ کریم ﷺ	-53
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	حیات انور	-54
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	شہزادیٔ کونین علیہا السلام	-55
01	2019	افتخار احمد حافظ قادری	مومنین کی مائیں	-56

2. These valuable books have been added in the National Library Collection. The readers of the Library will get Knowledge and information from these books. I hope that National Library of Pakistan will receive all forthcoming publications in future.

With regards,

Yours sincerely

3/4/2019

(Muhammad Riaz)
Assistant Director/Delivery of Books &
Newspapers Branch

Iftakhar Ahmad Hafiz Qadri,
House 999/A-6, Street No.9,
Afshan Colony,
Rawalpindi Cantt.
Cell: 0344-5009536

مختصر تعارف

افتخار احمد حافظ قادری شاذلی، راولپنڈی

ملازمت

- پاکستان میں موجود غیر ملکی سفارت خانوں (شام، لبنان، قطر، سعودی عرب، الجزائر، تیونس) میں تقریباً 20 سال بطور معاون عربی زبان و اکاؤنٹس میں خدمات سرانجام دیں۔
- سعودی عرب (وزارت دفاع، ایواب الروضۃ، تیوتک العربیۃ السعودیۃ) میں تقریباً 10 سال بطور معاون عربی زبان و اکاؤنٹس میں خدمات سرانجام دیں۔

فوجی اعزازات / ایوارڈز

- سعودی وزارت دفاع، ریاض میں بطور سعودی یونیفارم پرسن خدمات سرانجام دیں اور دوران ملازمت حکومت سعودیہ کی طرف سے 2 فوجی ایوارڈز سے نوازا گیا۔

لسانیات

- پاکستان میں سعودی عرب کے ثقافتی مرکز "مرکز تعلیم اللغة العربية" سے عربی زبان کا دو سالہ کورس مکمل کیا۔
- سفارت خانہ ایران کے زیر انتظام ثقافتی مرکز خانہ فرہنگ ایران سے فارسی زبان کا ایک سالہ ایڈوانس کورس مکمل کیا۔

زیارت مقدسہ کے اسفار

- وطن عزیز میں موجود زیارات مقدسہ کے علاوہ 11 بلاد اسلامیہ (حجاز مقدس / شام / مصر / مراکش / ایران / عراق / اردن / لبنان / افغانستان / ترکی) میں کئی کئی بار زیارات مقدسہ پر حاضری کے لیے طویل ترین سفر کیے گئے اور ان سفروں کے نتیجے میں کئی سفرنامے منظر عام پر آئے۔

تحریری کاوشیں

- الحمدللہ ! اب تک 60 کے قریب کتب شائع ہو چکی ہیں جن میں بلادِ اسلامیہ میں زیاراتِ مقدسہ کے سفرنامے، شخصیات (خاتونِ جنت سیدۃ فاطمۃ الزہراء ؓ، سیدنا علی کرم اللہ وجہہ، سیدنا حمزہ ؓ، خلفائے اربعہ، شاہِ حبشہ) اور درود و سلام کی کتب سرِفہرست ہیں۔

مضامین و مقالات

- روزنامہ نوائے وقت، الاخبار، اوصاف، روحِ نقش، مجلہ ضیائے حرم، فیضانِ سدرۃ، پیغامِ آشنا، نور الحبیب، کاروانِ قمر، طلوعِ مہر اور آئینہ کرم کے علاوہ دیگر کئی رسائل و جرائد میں 100 سے زائد مضامین و مقالات شائع ہو چکے ہیں۔

عالمی کانفرنسز میں شرکت

- سال 1983 اور سال 1984 میں وزارتِ سائنس و ٹیکنالوجی کی طرف سے OIC کے زیرِ انتظام دو بین الاقوامی کانفرنسز میں بطور معاونِ عربی زبان شرکت کی۔
- اکتوبر 2007 میں سرزمینِ ایران میں حضرت مولانا جلال الدین رومی ؒ پر منعقدہ عالمی رومی کانفرنس میں راولپنڈی ڈویژن کی طرف سے شرکت اور مقالہ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔
- مارچ 2008 میں یونیورسٹی آف سرگودھا میں انٹرنیشنل رومی کانفرنس میں شرکت اور مقالہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

روحانی سعادتیں اور اعزازات کا حصول

- ستمبر 1996 میں 2 بار بیت اللہ شریف کے اندر حاضری کی سعادتِ عظمیٰ نصیب ہوئی۔
- مرکزی مسجد حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ میں 16 اکتوبر 2001 نمازِ فجر کی اذان دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔
- مفتی اعظم عراق حضرت الشیخ السید عبدالکریم بیارہ ؒ کی 2 بار زیارت کا شرف حاصل ہوا، یہ وہ خوش نصیب شخصیت تھے جنہیں سال 1932ء میں 2 صحابہ اکرام کے مزاراتِ مبارکہ کی منتقلی کے موقع پر ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

التماسِ دُعا

معزز قارئین کرام سے درخواست ہے
کہ حضور پُر نور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی
اُمتِ مرحومہ کی بخشش و مغفرت اور بلندی
درجات کیلئے دُعا فرمائیں اور بالخصوص
مصنف کتاب ہذا اور اُس کے مرحوم والدین
کریمین کے لئے بھی دُعاؤں کی درخواست
ہے۔ شکریہ

افتخار احمد حافظ قادری

التماس دُعا
معزز قارئین کرام سے درخواست ہے
کہ حضور پُرنور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی
اُمتِ مرحومہ کی بخشش و مغفرت اور بلندی
درجات کیلئے دُعا فرمائیں اور بالخصوص
مصنف کتاب ہذا اور اُس کے مرحوم والدین
کریمین کے لئے بھی دُعاؤں کی درخواست
ہے۔شکریہ
افتخار احمد حافظ قادری